بحث نداء یا رسول اللہ یا نعرہ یا رسول اللہ

حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو دور یا نزدیک سے پکارنا جائز ہے۔ان کی ظاہری زندگی پاک میں بھی اور بعد وفات شریف بھی خواہ ایک ہی شخص عرض کرے: یارسول اللہ۔یا ایک جماعت مل کر نعرۂ رسالت لگائے۔یارسول اللہ، ہر طرح جائز ہے۔اس بحث کو ہم دو ابواب میں تقسیم کرتے ہیں۔

پہلا باب

ندائے یا رسول اللہ کے ثبوت میں

حضورعلیہ الصلوٰۃ کو ندا کرنا قرآن کریم،فعل ملائکہ،فعل صحابہ اور عمل امت سے ثابت ہے قرآن کریم نے بہت مقامات میں حضورعلیہ الصلوٰۃ کو ندا فرمائی۔:یٓا یھا النبی (احزاب:۴۵) یٓا یھا الرسول (مائدہ:٦٧)یٓا یھا ا لمزمل (مزمل) یٓا یھا المدثر (مدثر)وغیرہ ان تمام آیات میں حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارا گیا ہے۔ہاں دیگر انبیاء کرام کو ان کے نام سے پکارا۔یٰموسیٰ -یٰیحیٰی۔یٓا براھیم۔یٓادم وغیرہ مگر محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیارے پیارے القاب سے ندائی فرمائی ہے۔

یـــا آدم اســـت بـــا پـــدر انبیـــاء خـــطـــاب

یٓـــا یھـــا الـــنبـــی خـــطـــاب مـــحـــمـــد اســـت

بلکہ قرآن کریم نے عام مسلمانوں کو بھی پکار:یٓا یھا الذین اٰمنو اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ ہمارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارو مگر اچھے القاب سے لا تجعلو دعآ ء الرسول بینکم کدعآ ء بعضکم بعضاً(نور:٦٣)اس میں حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارنے سے نہیں روکا گیا بلکہ فرمایا گیا ہے کہ اوروں کی طرح نہ پکارو۔قرآن کریم نے فرمایا: ادعوھم لاٰ بآ ئھم ان کو ان کے باپ کی طرف نسبت کرکے پکارو۔اس آیت میں اجازت ہے کہ زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کو پکارو۔مگر ان کو ابن حارثہ کہو ابن رسول اللہ نہ کہو۔اسی طرح کفار کو اجازت دی گئی کہ وہ پانے مددگاروں کو اپنی امداد کے لیے بلالیں۔وادعو اشھدآء کم من دون اللہ ان کنتم صٰدقینo(٢٣)(بقرہ:٢٣)۔

مشکوٰۃ کی پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت جبریل نے عرض کیا:یامحمد اخبرنی عن الا سلام ندا پائی گئی، مشکوٰۃ باب وفات النبی میں ہے کہ بوقت وفات ملک الموت نے عرض کیا۔یا محمد ان اللہ ارسلنی الیك ندا پائی گئی۔ابن ماجہ صلوٰۃ الحاجہ میں حضرت عثمان ابن حنیف سے روایت ہے کہ ایک نابینا بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر

طالب دعا ہوئے ان کو یہ دعا ارشاد ہوئی۔

اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بمحمد نبی الرحمۃ یا محمد انی قد تو جھت بک الیٰ ربی فی حاجتی ھٰذا لتقضی اللھم فشفعہ فی قال ابو اسحٰق ھٰذا حدیث صحیح ٥

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے مدد مانگتا ہوں اور تیری طرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی الرحمۃ کے ساتھ متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کے ذریعہ سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کی تا کہ حاجت پوری ہو۔ اے اللہ! میرے لیے حضور کی شفاعت قبول فرما۔ ابو اسحٰق نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

یہ دعا قیامت تک کے مسلمانوں کو سکھائی گئی ہے اس میں نداء بھی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدد بھی مانگی ہے۔ عالمگیری جلد اول کتاب الحج آداب زیارت قبر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے:

ثم یقول السلام علیک یا نبی اللہ اشھد انک رسول اللہ ٥

ترجمہ: اے نبی! آپ پر سلام ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے نبی ہیں۔

پھر فرماتے ہیں:

ویقول السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ السلام علیک یا صاحب رسول اللہ فی الغار ٥

پھر فرماتے ہیں۔ فیقول السلام علیک یا امیر المومنین السلام علیک یا مظھر الاسلام السلام علیک یا مکسر الاصنام ٥

ترجمہ: یعنی صدیق اکبر کو یوں سلام پیش کرے کہ آپ پر سلام ہو اے رسول اللہ کے سچے جانشین! آپ پر سلام ہو اے رسول اللہ کے غار کے ساتھی! اور حضرت فاروق کو یوں سلام پیش کرے آپ پر سلام ہو اے مسلمانوں کے امیر! آپ پر سلام ہو اے اسلام کو چمکانے والے! آپ پر سلام ہو اے بتوں کے توڑنے والے رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ندا ہے اور حضور کے پہلو میں آرام فرمانے والے حضرات صدیق و فاروق کو بھی۔ اکابر امت اولیاء ملت مشائخ و بزرگانِ دین اپنی دعاؤں اور وظائف میں یا رسول اللہ کہتے ہیں قصیدہ بردہ میں ہے۔

يـــا اكــرم الــخــلــق مـــا لـــى مــن الــوذ بــهٖ
ســواك عــنــد خــلــول الــحـــادث الــعــمــمٖ

ترجمہ: ”اے بہترین مخلوق آپ کے سوا میرا کوئی نہیں، کہ مصیبت عامہ کے وقت جس کی پناہ لوں“

امام زین العابدین اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں:

يــارحــمة لــلــعــلــمــيــن ادرك لــزيــن الــعــابــديــن
محبوس ايدى الظلمين فى الموكب والمزدهم

ترجمہ: اے رحمۃ للعالمین زین العابدین کی مدد کو پہنچو وہ اس ازدہام میں ظالموں کے ہاتھوں میں قید ہے“۔

مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

زمهجورى برآمد جان عالم ترحم يا نبى الله ترحم
نه آخر رحمة للعالمينى ز محروماں چرا فارغ نشينى

ترجمہ: ”جدائی سے عالم کی جان نکل رہی ہے۔ یا نبی اللہ رحم فرماؤ رحم فرماؤ۔ کیا آخر آپ رحمۃ للعالمین نہیں ہیں پھر ہم محروموں سے فارغ کیوں ہو بیٹھے۔“

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں:

يا سيد السادات جئتك قاصدا ارجو رضاك واحتمى بحماك

ترجمہ: ”اے پیشواؤں کے پیشوا میں دلی قصد سے آپ کے حضور آیا ہوں آپ کی رضا کا امیدوار ہوں اور اپنے کو آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔“

ان اشعار میں حضور کو ندا بھی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استعانت بھی اور یہ ندا دور سے بعد وفات شریف ہے۔ تمام مسلمان نماز میں کہتے ہیں: السلام عليك النبى ورحمة الله وبركاتهٗ یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارنا واجب ہے۔ التحیات کے متعلق ہم شامی اور اشعۃ اللمعات کی عبارتیں حاضر و ناظر کی بحث میں پیش کر چکے ہیں وہاں دیکھو۔ یہ گفتگو تھی تنہا یا رسول اللہ کہنے کی۔ اگر بہت لوگ مل کر نعرۂ رسالت لگائیں تو بھی جائز ہے کیونکہ جب ہر شخص کو یا رسول اللہ کہنا جائز ہوا تو ایک ساتھ مل کر بھی کہنا جائز ہے۔ چند مباح چیزوں کو ملانے سے مجموعہ مباح ہی ہوگا جیسے بریانی حلال ہے۔ اس لیے کہ حلال چیزوں کا مجموعہ ہے نیز اس کا ثبوت صراحۃ یہی ہے۔

مسلم آخر جلد دوم باب حدیث الہجرۃ میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت فرما کر مدینہ پاک داخل ہوئے۔

فصعد الرجال و النساء فوق البیوت و تفرق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہo

ترجمہ: تو عورتیں اور مرد گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور غلام گلی کوچوں میں متفرق ہو گئے۔ نعرے لگاتے پھرتے تھے یا محمد یا رسواللہ یا محمد یا رسول اللہ۔

اس حدیث مسلم سے نعرۂ رسالت کا صراحۃً ثبوت ہوا اور معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام نعرہ لگایا کرتے تھے۔اسی حدیث ہجرت میں ہے کہ صحابہ کرام نے جلوس بھی نکالا ہے اور جب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سفر سے واپس مدینہ پاک تشریف لاتے تو اہل مدینہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا استقبال کرتے اور جلوس نکالتے۔ (دیکھو مشکوٰۃ و بخاری وغیرہ) جلسہ کے معنی بیٹھک یا نشست، جلوس اس کی جمع ہے جیسے جلدہ کی جمع جلود بمعنی کوڑہ۔نماز ذکر الٰہی کا جلسہ ہے کہ ایک ہی جگہ ادا ہوتی ہے اور حج ذکر کا جلوس اس میں گھوم پھر کر ذکر ہوتا ہے۔قرآن سے ثابت ہے کہ تابوت سکینہ کو ملائکہ بشکل جلوس لائے۔بوقت ولادت پاک اور معراج میں فرشتوں نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جلوس نکالا۔اور اچھوں کی نقل کرنا بھی باعث ثواب ہے لہٰذا یہ مروج جلوس اس اصل کی نقل ہے اور باعث ثواب ہے۔

دوسرا باب

ندائے یا رسول اللہ پر اعتراضات کے بیان میں

اعتراض ۱: قرآن کریم فرماتا ہے:

ولا تدع من دون اللہ مالا ینفعک و لا یضرکo (یونس:۱۰۶)

ترجمہ: اللہ کے سوا ان کو نہ پکارو جو تم کو نفع و نقصان نہ پہنچا سکیں۔

معلوم ہوا کہ غیر خدا کا پکارنا منع ہے:

ویعبدون من دون اللہ مالا ینفعھم و لا یضرھمo (فرقان:۵۵)

ترجمہ: خدا کے سوا ان کو پوجتے ہیں جو ان کے لیے نافع و مضر نہیں۔

ثابت ہوا کہ غیر خدا کو پکارنا بت پرستوں کا کام ہے۔

جواب: ان جیسی آیات میں جہاں بھی لفظ دعا ہے اس سے مراد بلانا نہیں بلکہ پوجنا، دیکھو جلالین اور دیگر تفاسیر ۔معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کومت پوجو۔ دوسری آیات اس معنی کی تائید کرتی ہیں رب فرماتا ہے ومن یدع مع اللہ الھا اخرo (مومنون:۱۱۷) ''جو خدا کے ساتھ دوسرے معبود کو پکارے (عبادت کرے)'' معلوم ہوا کہ غیر خدا کو خدا سمجھ کر پکارنا شرک ہے کیونکہ یہ غیر خدا کی عبادت ہے اگر ان آیات کے یہ معنی نہ کئے جاویں تو ہم نے جو آیات و احادیث اور علماء دین کے اقوال پیش کئے جن میں غیر خدا کو پکارا گیا ہے سب شرک ہوگا۔ پھر زندہ کو پکارو یا مردہ کو، سامنے والے کو پکارو یا دور والے کو سب ہی شرک ہوگا روزانہ ہم لوگ بھائی بہن دوست آشنا کو پکارتے ہی ہیں۔ تو عالم میں کوئی شرک سے نہ بچا۔ نیز شرک کہتے ہیں غیر خدا کو خدا کی ذات یا صفات میں شامل کرنا، کسی کو آواز دینا پکارنا اس میں کون سی صفت الٰہی میں داخل کرنا ہے پھر یہ شرک کیوں ہوا؟

اعتراض ۲:

فاذکرو االلہ قیٰماو قعودا و علیٰ جنوبکمo (النساء:۱۰۳)

ترجمہ: پس اللہ کو کھڑے بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر یاد کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ اٹھتے بیٹھتے غیر خدا کا نام جپنا شرک ہے صرف خدا ہی کا ذکر چاہئے۔

جواب: اس آیت سے ذکرِرسول اللہ کوحرام یا شرک سمجھنا نادانی ہے۔آیت تو یہ فرمارہی ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو ہر حال میں ہر طرح خدا کا ذکر کرسکتے ہو۔یعنی نماز میں تو پابندی تھی کہ بغیر وضو نہ ہو،سجدہ رکوع اورقعدہ میں تلاوت قرآن کریم نہ ہو، بلا عذر بیٹھ کر یا لیٹ کر نہ ہو،مگر جب نماز سے فارغ ہو چکے تو یہ پابندیاں اٹھ گئیں۔اب کھڑے بیٹھے لیٹے ہر طرح خدا کو یاد کرسکتے ہو۔اس آیت میں چندامور قابل غور ہیں ایک یہ کہ یہ امر فاذ کروا اللہ وجوبِ کے لیےنہیں صرف جواز کے لئے ہے کہ نماز کےعلاوہ چاہے خدا کو یاد کرو خواہ غیر خدا کو،خواہ بالکل خاموش رہو، ہر بات کی اجازت ہے۔دوسرے یہ کہ اگر یہ امر وجوب کے لئے بھی ہوتو بھی ذکر غیر اللہ ذکر کی نقیض نہیں تا کہ ذکر اللہ کے واجب ہونے سے یہ حرام ہو جاوے بلکہ ذکر اللہ کی نقیض عدم ذکر اللہ ہے،تیسرے یہ کہ اگر ذکر اللہ کی نقیض ذکر غیر اللہ مان بھی لے جاوے تب بھی ایک نقیض کے واجب ہونے سے دوسری نقیض زیادہ سے زیادہ حرام ہوگی نہ کہ شرک ،مگر خیال رہے کہ حرام یا فرض ہونا فعل کی صفت ہے نہ کہ عدم فعل کی ۔چوتھے یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بالواسطہ خدا ہی کا ذکر ہے۔من یطع الرسول فقد اطا ع اللہ (نساء:۸۰)’’جس نے رسول اللہ کی فرمانبرداری کی اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی۔‘‘

جب کلمہ،نماز، حج ،درود،خطبہ،اذان غرض کہ ساری عبادات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر داخل اورضروری ہے تو نماز سے خارج انکا ذکر اٹھتے بیٹھتے کیوں حرام ہوگا جو شخص ہر حال میں اٹھتے بیٹھے درود شریف یا کلمہ پڑھے تو حضور کا ذکر کررہا ہے،ثواب کا مستحق ہے۔پانچویں اس طرح کی تبت یدا ابی لھب (لہب:۱) اور سورۂ منافقون اوروہ آیات جن میں کفار یا بتوں کا ذکر ہے ان کا پڑھنا ذکر اللہ ہے یا نہیں؟ ضرور ہے کیونکہ یہ قرآنی آیات ہیں۔ ہر کلمہ پر ثواب ہے اگر چہ ان آیات میں مذکورہ کفار یا بت ہیں مگر کلام تو اللہ کا ہے۔کلام الٰہی کا ذکر تو ذکر اللہ ہو۔مگر رحمت الٰہی یا نور الٰہی محمد رسول اللہ کا ذکر ذکر اللہ نہ ہو،یہ کیا انصاف ہے!! قرآن میں ہے:قال فرعون (اعراف:۱۲۳) ’’فرعون نے کہا‘‘ قال پڑھنے پرتیس ثواب اور لفظِ فرعون پڑھنے پر پچاس ثواب کیونکر ہر حرف کے دس ثواب ہیں تو فرعون کا نام قرآن میں پڑھا گیا پچاس نیکیاں ملیں۔اور محمد رسول اللہ کا نام لیا تو مشرک ہوگیا یہ کیا عقل ہے؟ ساتویں اسی طرح کہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام فراق حضرت یوسف میں اٹھتے بیٹھتے حضرت یوسف کے نام کی رٹ فرماتے تھے اوران کی یاد میں اس قدر روئے کہ آنکھیں سفید ہوگئیں۔اسی طرح حضرت آدم فراق حضرت حوا میں،حضرامام زین العابدین فراق امام حسین میں اٹھتے بیٹھتے ان کے نام پر کرتے تھے اور بزبان حال یہ کہتے تھے:

حال من درھجرت والد کم ازیعقوب نیست
اوپسر گم کردہ بود ومن پدر گم کردہ ام

بتاؤان پر یہ حکم شرک جاری ہوگا یانہیں اگرنہیں تو آج جو عاشق ہر حال میں اپنے نبی کی یاد کرے وہ کیوں مشرک ہوگا؟ ایک تاجر دن رات تجارت کا ذکر کرتا رہتا ہے، طالب علم دن رات ہر حال میں سبق یاد کرتا ہے وہ بھی غیر خدا کا نام جپ رہا وہ کیوں مشرک نہیں۔

نوٹ: دنیا نگر پنجاب میں ہمارا مولوی ثناء اللہ امرتسری سے اسی مسئلہ نداء یا رسول اللہ پر مناظرہ ہوا۔ ثناء اللہ صاحب نے یہی آیت پیش کی۔ ہم نے صرف تین سوال کئے کہ یہ کہ قرآن میں امر کتنے معنی میں آیا اور یہاں کون سے معنی میں استعمال ہوا؟ دوسرے یہ کہ ایک نقیض کے واجب ہونے سے دوسری نقیض حرام ہوگی یانہیں؟ تیسرے یہ کہ ذکر اللہ کی نقیض کیا ہے؟ ذکر غیر اللہ یا عدم ذکر اللہ؟ جس کا جواب یہ دیا کہ آپ نے ان سوالات میں اصول فقہ اور منطق کو دخل دیا یہ دونوں علم بدعت ہیں گویا کہ جاہل رہنا سنت ہے۔ پھر ان سے سوال کیا کہ بدعت کی صحیح تعریف ایسی کر دو جس سے محفل میلاد تو حرام رہے اور اخبار اہل حدیث نکالنا سنت ہو؟ یہ سوالات اب تک ان تمام پر قائم ہیں۔ ابھی وہ زندہ ہیں کوئی صاحب ان سے جوابات دلوادیں ہم مشکور ہوں گے۔ مگر اب افسوس ثناء اللہ صاحب تو بغیر جواب دیے دنیا سے چلے گئے کاش کوئی ان کے معتقد صاحب جواب دے کر ان کی روح کو خوش کرے۔

اعتراض ۳: بخاری جلد دوم کتاب الاستیذان بحث مصافحہ باب الاخذ بالیدین میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے التحیات میں **السلام علیك ایھا النبی ورحمة الله وبرکاته** سکھایا **فلما قبض قلنا السلام علیٰ النبی صلی الله علیه وسلم** ؀ ''جب حضور علیہ الصلوٰۃ علیہ والسلام کی وفات ہوگئی تو ہم نے التحیات میں یوں پڑھا: **السلام علی النبی** ؀

عینی شرح بخاری میں اسی حادیث کے ماتحت فرماتے ہیں:

فظاهرها انهم کانوا یقولون السلام علیك بکاف الخطاب فی حیاة النبی علیه السلام لما مات ترکوا الخطاب واذکروه بلفظ الغیبة فصاروا یقولون السلام علی النبی ؀

ترجمہ: حدیث کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ صحابہ کرام حضور کی زندگی پاک میں **السلام علیك** کاف خطاب سے کہتے تھے لیکن جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہوگئی تو خطاب چھوڑ دیا اور لفظ غائب سے

ذکر کیا اور کہنے لگے: السلام علی النبی۔

اس حدیث اور شرح کی عبارت سے معلوم ہوا کہ التحیات میں السلام علیک کہنا زندگی پاک مصطفیٰ ﷺ میں تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد التحیات میں بھی ندا کو چھوڑ دیا گیا تو جب صحابہ کرام نے التحیات میں سے ندا کو نکال دیا تو جو شخص نماز کے خارج میں یارسول اللہ وغیرہ کہے تو بالکل ہی شرک ہے۔

جواب: بخاری اور عینی کی یہ عبارات تو آپ کے بھی خلاف ہیں کیونکہ آج تک کسی امام مجتہد نے التحیات کے بدلنے کا حکم نہ دیا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن مسعود کی اور امام شافعی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کی التحیات اختیار فرمائیں۔ مگر دونوں التحیات میں السلام علیك ایها البنی ہے۔ غیر مقلد بھی خواہ ثنائی ہوں یا غزنوی یہ ہی خطاب والی التحیات پڑھتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ کرام نے اپنے اجتہاد سے التحیات کو بدلا اور حدیث مرفوع کے مقابل اجتہاد صحابی قبول نہیں۔ اور ان صحابہ کرام نے بھی اس لئے تبدیل نہ کیا کہ نداء غائب حرام ہے۔ ورنہ زندگی پاک میں دور رہنے والے صحابہ خطاب والی التحیات نہ پڑھتے۔ آخر یمن، خیبر، مکہ مکرمہ، نجد، عراق تمام جگہ نماز ہوتی تھی۔ تو اس میں وہ ہی التحیات پڑھی جاتی تھی۔ نداء غائب برابر ہوتی تھی۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو حجاز میں تشریف فرما تھے اور نداء والی التحیات ہر جگہ پڑھی جارہی تھی نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرمایا نہ صحابہ کرام نے کچھ شبہ کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے التحیات سکھاتے وقت یہ نہ فرمایا تھا کہ یہ التحیات صرف ہماری زندگی پاک میں ہے اور ہماری وفات شریف کے بعد دوسری پڑھنا۔

فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کتاب العقائد صفحہ ۱۷ میں ہے: لہٰذا صیغہ خطاب کو بدلنا ضروری نہیں اور اس میں تقلید بعض صحابہ کی ضروری نہیں۔ ورنہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے کہ بعد میرے انتقال کے خطاب نہ کرنا۔ بہر حال صیغہ خطاب رکھنا اولیٰ ہے۔ اصل تعلیم اسی طرح ہے۔ خلاصہ جواب یہ ہوا کہ بعض صحابہ کا یہ فعل حجت نہیں ورنہ لازم آوے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ پاک میں شرک ہوتا رہا اور منع نہ فرمایا گیا۔ بعد میں بھی بعض نے بدلا نہ کہ کل نے۔ بلکہ مرقات باب التشہد اخیر فصل اول میں ہے:

واما قول ابن مسعود کنا نقول الخ فهو روایة ابی عوانة وروایة البخاری الا صح منها بینٰت ان ذٰلك لیس من قول ابن مسعود بل من فهم الراوی عنه ولفظها فلما قبض قلنا السلام یعنی علی النبی فقوله قلنا السلام یحتمل انه اراد به استمررنا به علیٰ ماکنا علیه فی حیاتهٖ ٥

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام نے التحیات ہرگز نہ بدلی یہ صرف راوی کی فہم ہے نہ کہ فعل واقعہ۔

اعتراض ۴: بعض وہابی کہتے ہیں کہ کسی نبی یا ولی کو دور سے یہ سمجھ کر پکارنا کہ وہ ہماری آواز سنتے ہیں شرک ہے کیونکہ دور کی آواز سننا تو خدا ہی کی صفت ہے غیر خدا میں یہ طاقت ماننا شرک ہے۔ اگر یہ عقیدہ نہ ہو تو یا رسول اللہ یا غوث وغیرہ کہنا جائز ہے۔ جیسے ہوا کو ندا یا کرتے ہیں: ''سن اے بادصبا'' وغیرہ کہ وہاں یہ خیال نہیں ہوتا کہ ہوا سنتی ہے آج کل عام وہابی یہ ہی عذر پیش کرتے ہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ میں بھی اسی پر زور دیا ہے۔

جواب: دور سے آواز سننا ہرگز خدا کی صفت نہیں۔ کیونکہ دور سے آواز تو وہ سنے جو پکارنے والے سے دور ہو۔ رب تعالیٰ تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے خود فرماتا ہے:

ونحن اقرب الیہ من حبل الورید٥ (ق:١٦)

ترجمہ: ہم شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

واذ سالك عبادی عنی فانی قریب٥ (بقرہ:١٨٦)

ترجمہ: جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو فرمادو کہ قریب ہیں۔

ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون٥ (واقعہ:٨٥)

ترجمہ: ہم اس بیمار سے بمقابلہ تمہارے زیادہ قریب ہیں مگر تم دیکھتے نہیں۔

لہٰذا پرودگار تو قریب ہی کی آواز سنتا ہے ہر آواز اس سے قریب ہی ہوتی ہے کہ وہ خود قریب ہے اور اگر مان لیا جاوے کہ دور کی آواز سننا اس کی صفت ہے تو قریب کی آواز سننا بھی تو اس کی صفت ہے لہٰذا چاہئے کہ قریب والے کو بھی سامع سمجھ کر نہ پکارو ورنہ مشرک ہوجاؤ گے سب کو بہرا جانو۔ نیز جس طرح دور کی آواز سننا خدا کی صفت ہے، اسی طرح دور کی چیز دیکھنا، دور کی خوشبو پالینا بھی صفت الٰہی ہے اور ہم علم غیب اور حاضر وناظر کی بحث میں ثابت کرچکے ہیں کہ اولیاء اللہ کے لئے دور نزدیک یکساں ہیں۔ جب ان کی نظر دور و قریب کو یکساں دیکھ سکتی ہے تو اگر ان کے کان دور نزدیک کی آواز سن لیں تو کیا شرک ہوا؟ یہ وصف ان کی بہ عطاء الٰہی حاصل ہوا۔ اب ہم دکھاتے ہیں کہ دور کی آواز انبیاء واولیاء سنتے ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کنعان میں بیٹھے ہوئے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قمیض کی خوشبو پالی اور فرمایا: انی لا جد ریح یوسف (یوسف:٩٤) بتاؤ یہ شرک ہوا یا نہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ پاک سے حضرت ساریہ کو آواز دی جو مقام نہاوند میں جنگ کر رہے تھے۔ اور حضرت ساریہ نے وہ آواز سن لی

(دیکھو مشکوٰۃ باب الکرامات فصل ثالث) حضرت فاروق کی آنکھ نے دور سے دیکھا حضرت ساریہ کے کان نے دور سے سنا۔ تفسیر روح البیان وجلالین ومدارک وغیرہ تفاسیر میں زیر آیت واذن فی الناس بالحج (حج:۲۷) ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خانہ کعبہ بنا کر پہاڑ پر کھڑے ہو کر تمام روحوں کو آواز دی کہ اے اللہ کے بندو! چلو۔ قیامت تک جو بھی پیدا ہونے والے ہیں، سب نے وہ آواز سن لے۔ جس نے لبیک کہہ دیا وہ ضرور حج کرے گا اور جو روح خاموش رہی وہ کبھی حج نہیں کر سکتی کہیے یہاں تو دور کے علاوہ پیدائش سے پہلے سب نے حضرت خلیل کی آواز سن لی یہ شرک ہوا یا نہیں؟ اسی طرح حضرت خلیل نے بارگاہ رب جلیل میں عرض کیا کہ مولیٰ مجھے دکھا دے کہ تو مردے کس طرح زندہ فرمائے گا تو حکم ہوا کہ چار پرندوں کو ذبح کر کے ان کے گوشت چار پہاڑوں میں رکھو ثم ادعھن یاتینك سعیاً (بقرہ:۲۶۰) ''پھر انہیں پکارو دوڑتے ہوئے آئیں گے'' دیکھو مردہ جانوروں کو پکارا گیا وہ دوڑتے ہوئے آئے تو کیا اولیاء اللہ ان جانوروں سے بھی کم ہیں؟ آج ایک شخص لندن میں بیٹھ کر بذریعہ ٹیلی فون ہندوستان کے آدمی سے بات کرتا ہے اور یہ سمجھ کر اس کا پکارتا ہے کہ ہندوستان کا آدمی اس آلہ کے ذریعہ میری بات سنتا ہے۔ یہ پکارنا شرک ہے کہ نہیں؟ تو اگر کسی مسلمان کا عقیدہ یہ ہو کہ قوت نبوت ٹیلی فون کی قوت سے زیادہ ہے اور حضرت انبیاء قوت خداداد سے ہر ایک کی آواز سنتے ہیں۔ پھر پکارے: یا رسول اللہ الغیاث تو کیوں شرک ہوا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک سفر میں جاتے ہوئے ایک جنگل میں چیونٹی کی آواز دور سے سنی وہ کہتی ہے:

یٰآیھا المنل ادخلو مسٰکنکم لا یحطمنکم سلیمٰن وجنو دہ وھم لا یشعرونo (نمل:۱۸)

ترجمہ: اے چیونٹیو اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالے سلیمان اور انکا لشکر بے خبری میں۔

تفسیر روح البیان وغیرہ میں اسی آیت کے ماتحت ہے کہ آپ نے تین میل سے چیونٹی کی یہ آواز سنی۔ خیال کرو کہ چیونٹی کی آواز اور تین میل کا فاصلہ کہیے یہ شرک ہوا کہ نہیں؟ مشکوٰۃ باب اثبات عذاب القبر میں ہے کہ دفن کے بعد میت قبر میں سے باہر والوں کے پاؤں کی آواز سنتی ہے اور زائرین کو دیکھتی اور پہچانتی ہے اسی لئے قبرستان میں جا کر اہل قبور کو سلام کرنا چاہیئے اس قدر مٹی کے نیچے ہو کر اتنی آہستہ آواز کو سننا کس قدر دور کی آواز سننا ہے۔ کہو شرک ہوا یا نہیں؟ ہم بحث علم غیب اولیاء اللہ میں مشکوٰۃ کتاب الدعوات کی حدیث نقل کر چکے ہیں۔ کہ اللہ کا ولی خدائی طاقت سے دیکھتا، سنتا اور چھوتا ہے۔ جس کو خدا تعالیٰ اپنی قوت عطا فرما دے وہ اگر دور سے سن لے تو کیوں شرک ہے؟ مخالفین کے معتمد اور معتبر عالم مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی فتاوی عبدالحی کتاب العقائد صفحہ ۴۳ میں اس سوال کے جواب میں کہ ایک

شخص کہتا ہے کہ لم یلد ولم یو لد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے اور قل ھو اللہ احد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت ہے ایک حدیث نقل فرماتے ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ! چاند آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا۔ جبکہ آپ چہل روزہ تھے آپ نے فرمایا کہ مادر مشفقہ نے میرا ہاتھ مضبوط باندھ دیا تھا۔ اس کی اذیت سے مجھ کو رونا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا۔ حضرت عباس نے عرض کیا کہ ان دنوں آپ چہل روزہ (چالیس دن) کے تھے یہ حال کیونکر معلوم ہوا؟ فرمایا لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا حالانکہ شکم مادر میں تھا اور فرشتے عرش کے نیچے تسبیح کرتے تھے اور میں ان کی تسبیح کی آواز سنتا تھا۔ حالانکہ شکم مادر میں تھا۔ اس روایت سے تو ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام والدہ ماجدہ کے شکم میں ہی عرش وفرش کی تمام آوازیں سنتے تھے۔ حدیث میں ہے کہ جب کوئی عورت اپنے نیک شوہر سے لڑے تو جنت سے حور پکار کر اسے ملامت کرتی ہے۔ (مشکوٰۃ باب معاشرۃ النساء) معلوم ہوا کہ گھر کی کوٹھڑی کی جنگ کو حور اتنی دور سے دیکھتی اور سنتی ہے اور پھر اسے علم غیب بھی ہے کہ اس آدمی کا انجام بخیر ہوگا۔ دوربین سے دور کی چیز دیکھتے ہیں ریڈیو، ٹیلی فون سے دور کی آواز سنتے ہیں۔ تو کیا نبوت ولایت کی طاقت بجلی کی طاقت سے بھی کم ہے۔ معراج میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت میں حضرت بلال کے قدم کی آہٹ سنی حالانکہ بلال کو معراج نہ ہوئی تھی اور اپنے گھر ہی میں تھے۔ یہاں نماز تہجد کے لئے چل پھر رہے ہوں گے وہاں آہٹ سنی جارہی تھی اور اگر حضرت بلال بھی بجسم مثالی جنت میں پہنچے تو حاضر وناظر کا ثبوت ہوا۔

ان سب باتوں کے متعلق مخالف یہ ہی کہے گا کہ وہ تو خدا نے سنایا تو ان حضرات نے سن لیا۔ پس ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ انبیاء واولیاء کو خدا دور کی آوازیں سناتا ہے تو یہ سنتے ہیں خدا تعالیٰ کی یہ صفت ذاتی، ان کی عطائی۔ خدا کی یہ صفت قدیم، ان حضرات کی حادث۔ خدا کی یہ صفت کسی کے قبضہ میں نہیں، ان کی یہ صفت خدا کے قبضہ میں۔ خدا کا سننا بغیر کان وغیرہ وعضو کے، ان کا سننا کان سے۔ اتنے فرق ہوئے شرک کیسا؟ اس ندا کے متعلق اور بہت کچھ کہا جاسکتا ہے۔ مگر اسی قدر پر ہی کفایت ہے۔

بڑے علماں تے عقلاں والے اوتھے پل نہ اڑ دے نے
میں سنیا ویکھ کے اس نوں پتھر وی کلمہ پڑھ دے نے